تحقیق وتنقید

محمد سمیع اللہ

رشاد خلیفہ پی۔ایچ۔ڈی کا "مستند انگریزی متن قرآن"

معانی قرآن کی غلط، گمراہ کن اور معاندانہ تفسیر وتشریح کی ناپاک جسارت

امریکہ میں حال ہی میں قرآن مجید کا ایک نیا انگریزی ترجمہ

(QUR,AN: THE FINAL SCRIPTURE (AUTHORIZED ENGLISH VERSION)

کے نام سے شائع ہوا ہے۔ رشاد خلیفہ کے اس ترجمہ قرآن کی اشاعت کا سہرا انہی کے ادارے "اسلامک پروڈکشن انٹرنیشنل (739-E, 6TH STREET, TUCSON, ARIZONA 85719 USA.) کے سر ہے۔ تیرہ ڈالر کی اس کتاب کا معیار طباعت اعلیٰ ہے۔

مسٹر رشاد خلیفہ دراصل مصر کے رہنے والے ہیں۔ انھوں نے کیمسٹری میں ڈاکٹریٹ کی سند لی ہے اور اس وقت امریکہ کی ریاست ایری زونا کے شہر ٹکسن میں اپنی ایک علیحدہ ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بنائے ہوئے ہیں جس کے وہ امام بھی ہیں۔

رشاد خلیفہ وہی شخص ہے جنھوں نے اس سے پہلے ۱۹ کا ہندسہ، یعنی "قرآن مجید کا نام نہاد خفیہ اشاراتی عدد" پیش کیا تھا۔ یہ مقالہ امریکہ سے علیحدہ کتابی صورت میں "کمپیوٹر مقرر، اللہ کا پیغام دنیا کے نام" کے عنوان سے شائع ہو چکا ہے۔ رشاد خلیفہ کا دعویٰ ہے کہ قرآن کا خفیہ اشارہ "۱۹" کے ہندسے پر مبنی ہے اور جو شخص قرآن کے الہامی کتاب ہونے کے بارے میں شبہے کا اظہار کرے۔ اُسے "۱۹" کے ہندسے سے اس شبہے کو غلط ثابت کیا جا سکتا ہے۔ خفیہ اشاراتی عدد "۱۹" کے اس بے سروپا نظریے کی تردید مشہور پاکستانی محقق مولانا عبدالقدوس ہاشمی اپنے مقالے "قرآنِ مجید اور ۱۹ کا عدد" میں کر چکے ہیں۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

"کوئی سال ڈیڑھ سال سے کئی کتابچے اور اشتہارات مجھے اس مضمون کے بھیجے گئے ہیں۔

کہ قرآن مجید میں ۱۹ کے عدد کو بنیادی حیثیت حاصل ہے اور کمپیوٹر کے ذریعہ مختلف حروف کی تعداد کو جمع اور ضرب کے عمل سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ یہ سب ۱۹ کے گرد گھومتے ہیں اور یہی قرآن مجید کی ریاضیاتی بنیاد ہے۔ یہ ریاضیاتی بنیاد قرآن مجید کا معجزہ ہے۔ اور کتاب اللہ کے الہامی ہونے کی دلیل ہے۔ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ امریکہ میں کمپیوٹر کے ذریعہ اس کی تحقیق کی گئی ہے اور وہیں سے اسے پھیلایا جارہا ہے۔ قرآن مجید کا یہ معجزہ پچھلے چند سال کے اندر ظاہر ہوا ہے جو پہلے کسی کو معلوم نہیں تھا۔

اس تحقیق کی بنیاد اس پر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی سورۃ المدثر کی آیت نمبر ۳۰ میں جہنم پر متعین فرشتوں کی تعداد ۱۹ بتائی ہے، اور بسم اللہ الرحمن الرحیم میں حروف کی تعداد ۱۹ ہے۔ اس کے بعد مختلف حروف کی تعداد کو ۱۹ یا ۱۹ کا حاصلِ ضرب ثابت کرکے یہ تاثر پیدا کیا گیا کہ قرآن مجید کا ایک ریاضیاتی نظام ہے اور وہ نظام ۱۹ کے عدد پر قائم ہے۔

اس سلسلہ میں جتنے اشتہارات اور کتابچے ملے، میں نے انھیں بہت غور کے ساتھ بار بار پڑھا۔ سب سے پہلے دو سوالات ذہن میں آئے۔ اول یہ کہ قرآن مجید میں تو اور بہت سے اعداد مختلف آیات میں مذکور ہیں، ۱-۲-۳-۴-۵-۶-۷-۸-۹-۱۰-۱۱-۱۲- اور اسی طرح ۱۹-۲۰-۳۰-۴۰-۱۰۰-۱۰۰۰ وغیرہ۔ فرشتوں کی تعداد بھی اگر سورۃ المدثر کی آیت ۳۰ میں ۱۹ بتائی گئی ہے۔ تو سورۃ الحاقہ۔ آیت ۱۷ میں حاملینِ عرش کی ۸ بتائی گئی ہے۔ پھر صرف ۱۹ کے عدد ہی کو کیوں ریاضیاتی بنیاد بتایا جارہا ہے؟ کیا اس عدد سے کسی کی عقیدت وابستہ ہے؟ دوم یہ کہ جن لوگوں نے امریکہ سے یہ آواز اٹھائی ہے وہ کون لوگ ہیں؟

اس سے قبل کہ اس نظریہ کی عقلی و عملی تحلیل کی جائے۔ ان دونوں سوالوں کو حل کرلیا جائے تو بہتر ہے۔

(۱) دنیا کے مختلف علم الاصنام (میتھالوجی) میں اعداد کے اثرات کو بڑی اہمیت حاصل رہی ہے۔ بلکہ اس زمانہ میں بھی بعض تصنیفات علم الاعداد کے اثرات کو ظاہر کرتی ہیں۔ اسکندریہ اور شام سے جب ما قبل الاسلام کے بت پرستانہ اوہام مسلمانوں میں پھیلے تو یہ افکار مسلمانوں میں بھی آگئے۔ یہاں تک کہ ۷۸۶ کا عدد بجائے بسم اللہ کے استعمال

ہونے لگا۔ اور آہستہ آہستہ یہ داستان ترقی کر گیا کہ قرآنِ مجید کی ہر سورۃ اور ہر آیت کے اعداد جمل تیار ہوئے۔ اور اُن سے تعویذوں کا کام اب بھی لیا جاتا ہے۔ ۱۹ کا عدد سب سے بڑی اکائی ۹ اور اولین عدد ا کا مرکب ہے۔ اس سے بڑی بڑی کرامات لوگوں نے وابستہ کی ہیں۔ اگرچہ مسلمانوں نے ان اوہام کو کبھی قبول نہیں کیا۔ مگر جاہل عوام چالاک پیشواؤں کے پھندوں میں پھنستے رہے۔ اور آج بھی بہت سے لوگ پھنسے ہوئے ہیں۔

(۲) اس وقت جو ۱۹ کی اہمیت قرآنِ مجید میں ثابت کی جا رہی ہے۔ وہ بہائیوں کی تبلیغی مساعی کی پیداوار ہے۔ کئی ہزار بہائی امریکہ میں رہتے ہیں۔ ان کے عقیدہ میں ۱۹ کا عدد پوری کائنات کا بنیادی عدد ہے۔ اس پر سارا جہان قائم ہے۔ انھوں نے حسابی مغالطے دے کر مسلمانوں کو متاثر کرنے کی ایک جدوجہد کے طور پر اسے شروع کیا ہے، اور ہر زبان میں اس کی اشاعت ہو رہی ہے۔

عدد ۱۹ کی برتری کا عقیدہ انھوں نے اس طرح قائم کیا ہے کہ بابی مذہب کا بانی علی محمد باب ۱۸۱۹ء میں شیراز کے ایک شیعہ گھرانے میں پیدا ہوا تھا۔ اور ۱۸۵۰ء میں اسے بجرمِ بغاوت پھانسی دی گئی۔ اس کے بعد بابی یعنی اس کے ماننے والے تین فرقوں میں بٹ گئے۔

(۱) بابی (۲) اصلی بہاء اللہ مرزا حسین علی نوری کے پیرو بہائی (۳) اور اس کے بڑے بھائی یحیٰی نوری نورازل کے پیرو ازلی۔ علی محمد باب نے قرآنِ مجید کے مقابلہ میں ایک کتاب "البیان" بھی لکھی ہے۔ اور بہاء اللہ نے بھی ایک کتاب "الاقدس" تیار کی ہے۔ جسے بہائی قرآن مجید کے برابر الہامی مانتے ہیں۔ ان کے عقیدہ میں علی محمد باب ظہورِ الٰہی تھا۔ اس کا سالِ پیدائش ۱۸۱۹ء ہے اور اس کو جمع کیجئے تو ۱۹ کا عدد حاصل ہوتا ہے: ۹+۱+۸+۱ = ۱۹۔ اس عقیدہ کے بعد ساری کائنات کی ریاضیاتی بنیاد ۱۹ کو قرار دیا گیا۔ بہائیوں کی مذہبی تقویم میں ۱۹، ۱۹ دن کے ۱۹ مہینے ہوتے ہیں۔ ۱۹×۱۹ = ۳۶۱۔ شمسی سال کے باقی چار دن کو سال کے ایامِ مسترقہ قرار دیا گیا ہے۔ اس طرح ۳۶۵ دن پورے کر لیے گئے۔

ازلی فرقہ تو یحیٰی نورازل کے جلد ہی رخات پا جانے کے بعد کچھ پھل پھول نہ سکا، لیکن بہائی خوب پھلے پھولے۔ بہاء اللہ اور اس کے بعد عبد البہاء پھر عباس آفندی اور اس کے بعد شوقی ایک دوسرے کے بعد مہدی اور مسلم ہوتے رہے۔ آج کل دولتِ اسرائیل ان کی سرپرست ہے اور فلسطین میں مقام عکہ ان کا صدر مقام ہے۔ یہ لوگ جگہ جگہ اپنا تبلیغی مرکز

"بہائی ہال" بناتے ہیں۔ اور بڑی گرمجوشی کے ساتھ مگر خفیہ طور پر اپنا کام کرتے ہیں۔ آگرہ اور دہلی میں اُن کے مراکز ہیں۔ کراچی میں برنس ریکارڈ روڈ پر اُن کا بہائی ہال ہے۔ ہر جگہ دیواروں پر ۱۹ کا عدد لکھا ہوتا ہے۔ ہر تحریر کو ۱۹ سے شروع کرتے ہیں۔ اور ہر شہ نشین پر ۱۹ کا عدد نمایاں طور پر لکھا جاتا ہے۔

اوپر کی تحریر و تحلیل سے ہم ان دو سوالوں کے جواب تو پا لیتے ہیں کہ عدد ۱۹ کا انتخاب کیوں کیا گیا۔ اور کون لوگ اس مہم کو چلا رہے ہیں؟ رہا اس پورے نظریہ کا علمی جائزہ۔ تو اس کے لیے کسی طویل تحریر کی ضرورت نہیں۔ ذرا غور کیجیے تو اس نظریہ میں پنہاں جہالت اور مغالطہ کھل کر سامنے آجائے گا:

(۱) اگر کسی کتاب میں کوئی عدد، حرف یا اعراب یکساں لوٹے تو کیا ایسا ہونا کتاب کو الہامی ثابت کرتا ہے؟ اگر چاول کا رنگ سفید ہے تو یہ بات زمین کے کروی ہونے کی دلیل ہو سکتی ہے؟ یہ معیار کس نے قائم کیا اور دعویٰ و دلیل کے مابین منطقی تعلق کیا ہے؟

(۲) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے حروف خاص طرزِ کتابت کی وجہ سے ۱۹ نظر آتے ہیں۔ ورنہ اصلاً ۲۱ ہیں۔ باسم اللہ الرحمان الرحیم۔ اس میں اسم کا الف نہیں لکھا جاتا ہے۔ اور رحمان اصل میں فعلان کے وزن پر سعدان، غفران، حیران وغیرہ کی طرح رحمان ہے۔ خود قرآنِ مجید کی پہلی وحی میں "اقرأ باسم ربك" موجود ہے۔ "سبح باسم ربك" موجود ہے۔ سب جگہ الف لکھا جاتا ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ قرآن مجید آسمان سے تحریری شکل میں نازل نہیں ہوا تھا۔ اس لیے اس کے رسم الخط سے کوئی استدلال صحیح نہیں ہو سکتا۔ رسم الخط اس وقت کا مروجہ عربی رسم الخط ہے۔ اس کا وحی والہام سے کوئی تعلق نہیں۔ کوئی لفظ س سے لکھا گیا یا ص سے۔ یہ کام انسانوں نے کیا ہے، اللہ تعالیٰ نے نہیں کیا ہے۔ اور آج کل جس خط میں قرآنِ مجید لکھا جاتا ہے۔ وہ تو ابن مقلہ متوفی ۳۲۹ھ کا بنا ہوا خط ہے۔

(۳) سورہ الاعراف میں "بسطة" بہ "ص" آواز میں عدنانی قبائل کے تلفظی فرق کو ظاہر کرنے کے لیے بنا دیا جاتا ہے۔ ورنہ عربی زبان میں بصط کوئی مادہ نہیں ہے۔ یہ استدلال محض نادانی اور جہالت کا کرشمہ ہے۔

(۴) اس طرح جمع، تفریق اور ضرب و تقسیم کر کے بیسیوں عددی عجائبات قرآنِ مجید میں

بلکہ معمولی انسانی تصانیف میں بھی پیدا کئے جا سکتے ہیں۔ مثلاً حٰمٓ کے اعداد جمل ۴۸ کو اگر سورۃ الحاقہ میں بیان کئے ہوئے عدد یعنی ۸ پر تقسیم کیا جائے تو ۶ کا عدد برآمد ہوگا۔ اور آلمٓ ۶ سورتوں کے اوائل میں ہے۔ قرآن مجید میں ۲۹ سورتوں پر ۱۴ حروف تہجی بطور حروفِ مقطعات موجود ہیں۔ اور یہ ۱۴ گروپ ہیں۔ ۱۴ × ۱۴ = ۱۹۶ اور اس عدد کو اصحاب کہف کے عدد ۷ پر تقسیم کیجئے تو چاند کے ۲۸ لمعات کا عدد ہو جائے گا۔ اس طرح جتنے عجائبات عددی چاہیں کسی کتاب سے نکال سکتے ہیں۔ کتنی دلچسپ ابلہ فریبی ہے کہ اس قسم کے حسابی اور عددی عجائبات کو قرآنِ مجید کے معجزہ وحی آسمانی ہونے کی دلیل کے طور پہ پیش کیا جائے۔ انسان طبعاً عجوبہ پسند ہوتا ہے۔ اس لیے اچھے خاصے ذی ہوش اور تعلیم یافتہ لوگ بھی ایسی باتوں کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں اور ابلہ فریبی کے چکر میں پھنس جاتے ہیں۔ خدا ہم سب کو وہم سے بچائے اور بہائیوں کے اس چکر سے محفوظ رکھے۔"

"اس سے بڑھ کر اور ابلہ فریبی کیا ہوگی کہ قرآن مجید جو تحریری صورت میں نازل ہی نہیں ہوا تھا اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سارے صحابہؓ حرف شناس تھے، اس کے اعجاز اور کمال کی بنیاد کس طرح حروف کی تعداد پر رکھی جائے؟ صحابہؓ و صحابیاتؓ میں کتنی خواتین تھیں جو لکھ پڑھ سکتی تھیں؟ جو حرف شناس نہ ہو۔ اس کے لیے س اور ص بلکہ ل اور ص کے مابین فرق معلوم کرنے کا کیا ذریعہ ہے؟ سبحان اللہ، اگر یہی قرآن مجید کا ریاضی نظام ہے۔ تو اس سے واقفیت نہ رسولؐ کو تھی۔ اور نہ کسی صحابی یا صحابیہ کو اور یہ راز کھلا تو ایک علامۃ الدنیا پر چودھویں صدی ہجری کے اواخر میں ع

"بہ سوخت عقل ز حیرت کہ ایں چہ بو العجبی است"

مولینا ہاشمی صاحب نے صحیح کہا ہے کہ قرآن مجید اپنی زبان کی سلاست و شیرینی، اپنے مطالب و معانی کی عمدگی اور گہرائی، اپنے پیغام کی وسعت و آفاقیت اور انسانیت کو ہمہ جہتی رہنمائی مہیا کرنے کی وجہ سے ایک معجزہ ہے۔ نہ کہ اس لحاظ سے کہ اس نے ریاضی کا کوئی خاص فارمولا پیش کیا ہے۔ قرآنِ مجید نے مشرکینِ عرب کو جو یہ چیلنج دیا کہ وہ اس جیسی چند یا کم از کم ایک ہی سورت لکھ کر پیش کریں تو اس سے قرآن کا مقصد یہ نہیں تھا کہ یہ سورتیں حساب کتاب یا ریاضی کے فارمولوں پر مبنی ہونی چاہئیں

علاوہ ازیں یہ دعویٰ بھی ناقابلِ تسلیم ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین قرآنِ مجید کے اس حسابی معجزے سے ناواقف تھے۔ ۱۹ کے ہندسے میں چونکہ گنتی کی پہلی اکائی یعنی ۱ (ایک) اور سب سے بڑی اور آخری اکائی یعنی ۹ (نو) شامل ہے۔ اس لیے قدیم علم الاساطیر میں اس ہندسے کو بڑا تقدس حاصل رہا ہے۔ اس بے بنیاد نظریے کا پرچار اسلام کے ابتدائی دور میں تاریخ کے ایک فریب کار بابک خرمی (مقتول ۲۲۳ھ) اور اس کے ساتھیوں نے کیا تھا۔ پھر گزشتہ صدی میں بہاء اللہ مرزا حسین علی نوری نے اس ہندسے کے ساتھ تقدس آمیز تصورات وابستہ کئے اور اب اس کے پیروکار بہائی فرقے کے لوگ اس نظریے کو اپنی تبلیغ کے ایک حصے کے طور پر پورے امریکہ میں پھیلا رہے ہیں[1]۔

---

[1] ۱۹ کے ہندسے کو بہائی فرقے میں مرکزی نقطے کی حیثیت حاصل ہے۔ چنانچہ ان کے تمام مذہبی تصورات اسی کے گرد گھومتے ہیں۔ اور اُسے اُن کے ہاں "مقدس ہندسہ" کا درجہ حاصل ہے۔ بہائیت کے مبلغ اب اس کوشش میں ہیں کہ ۱۹ کے ہندسے کو کمپیوٹر کی من گھڑت اور مغالطہ آمیز ترجمہ و تفسیر قرآن کے ذریعے قرآن کی "کلید"، "قلب" اور "خلاصہ" کی صورت میں پیش کرکے اپنے مذہب بہائیت کیلئے قرآن مجید سے سند جواز فراہم کریں۔ جنوبی افریقہ کے علمائے کرام کی تنظیم نے اسلام کے خلاف اس سازش کو بے نقاب کرنے کے لیے انگریزی زبان میں ایک کتابچہ شائع کیا ہے جو کہ بلاقیمت پتہ ذیل سے حاصل کیا جا سکتا ہے:

"MAJLISUL ULAMA, P.O. BOX 3393, PORT ELIZABETH, SOUTH AFRICA."

(ا)۔ مترجم کے دعوے کے برخلاف احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی جمع و تدوین، حفاظت و صیانت اور ترتیب و تالیف میں انتہائی احتیاط، فنی بصیرت، عالمانہ باریک بینی اور مجتہدانہ جانفشانی سے کام لیا گیا ہے۔ چنانچہ اللہ کا کوئی بندہ جو اس کی پسند کے مطابق زندگی بسر کرنا چاہتا ہو، پیغمبرانہ حکمت و دانش کے اس بے نظیر اور بیش بہا خزانے سے صرف نظر نہیں کر سکتا۔ احادیث کی جمع و تدوین اور اُن کے استناد سے متعلق تاریخی پس منظر اور دیگر تفصیلات کے لیئے ملاحظہ فرمائیے:

(۱)۔ حدیث کے ابتدائی لٹریچر کا مطالعہ۔

(STUDIES IN EARLY HADITH LITERATURE.

(۲)۔ حدیث کے اصول تدوین اور لٹریچر کا مطالعہ۔

(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

مسٹر خلیفہ کا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس خفیہ عددی اشارے کے ذریعے دنیا کے انجام یعنی قیامت کا صحیح سال ظاہر کر دیا ہے، لیکن اُن کا یہ خیال قرآنی تعلیمات کے سراسر خلاف ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

"ان اللہ عندہ علم الساعۃ و ینزل الغیث ویعلم مافی الارحام وما تدری نفس بای ارض تموت ان اللہ علیم خبیر"

(لقمان: ۳۴)

"بیشک اللہ ہی کے پاس قیامت کی خبر ہے۔ اور اتارتا ہے مینہ اور جانتا ہے جو کچھ ماں کے پیٹ میں ہے۔ اور کسی جی کو معلوم نہیں کہ کل کو کیا کریگا اور کسی جی کو خبر نہیں کہ کس زمین میں مریگا! تحقیق اللہ سب کچھ جاننے والا خبردار ہے۔"

رشاد خلیفہ کا دعویٰ ہے کہ یہ خفیہ اشارہ (۱۹) چودہ سو سال تک ایک راز کی حیثیت سے خدائی حفاظت میں رہا۔ اور یہ اللہ کی مرضی تھی۔ جس کے مطابق اس عظیم معجزے کے بلا شرکت غیرے انکشاف کی سعادت، خدا کی پسند اور منظوری کے ایک نشان کے طور پر اس ترجمے کے حصے میں آئی (صفحہ ا)۔

اس ترجمے کے مطالعے سے قاری کو اس امر کا یقین ہو جاتا ہے کہ اس ساری کوشش و جانکاہی اور قیل وقال کا مقصد اس کے سوا کچھ نہیں کہ شریعتِ اسلامیہ حدیث وسنّت کا جو مقام ومرتبہ ہے اس کا انکار کیا جائے اور اسے ختم کیا جائے۔ چنانچہ جو لوگ قرآن مجید کے ساتھ ساتھ حدیث کو بھی شریعت کی ایک بنیاد سمجھتے ہیں انھیں "جھوٹے مسلمان" اور "بتوں کے پجاری" کا لقب دیا گیا ہے۔ احادیث کو یہ کہہ کر رد کیا گیا ہے کہ یہ وہم وقیاس اور جعل سازی پر مبنی ہیں۔

(۲) مترجم کی رائے میں: "حدیث، رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دشمنوں کی اختراع سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں رکھتی جس کا مقصد لوگوں کو اللہ کے راستے اور قرآنِ مجید سے برگشتہ کرنا تھا۔" (صفحہ ۴۲۳)

حاشیہ صفحہ سابقہ:-

(STUDIES IN HADITH METHODOLOGY AND LITERATURE.)"

ان دونوں کتابوں کے مصنف مصطفیٰ عظامی اور ناشر "امریکن ٹرسٹ پبلیکیشنز" ہیں۔ ملنے کا پتہ یہ ہے: "اسلامک بک سروسز۔ ۱۰۹۰۰ ڈبلیو واشوفٹن سٹریٹ انڈیانو پولس انڈیانا ۴۶۲۳۱، امریکہ۔

اس کے علاوہ ڈاکٹر محمد حمید اللہ اور دیگر علماء نے اس موضوع پر نہایت فاضلانہ کتابیں انگریزی زبان میں تصنیف کی ہیں جن میں احادیث کی صحت کو محققانہ انداز میں ثابت کیا گیا ہے۔

حدیث اور سنّت کی وکالت کرنے والوں کو "محمدؐ کے پجاری" کہا گیا ہے جن کے لیے جہنّم کی آگ مقدر ہے۔ قرآنِ مجید میں جہاں کہیں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت کا ذکر کیا گیا ہے۔ مترجم نے نہایت گستاخی اور حضورؐ کی ذات بابرکات سے انتہائی بغض وعناد اور کینہ پروری کا ثبوت دیتے ہوئے ایسی تمام آیات پر اپنی جانب سے سرخی جمادی ہے جس میں کہا گیا ہے :

"محمدؐ کو بت نہ بنالو (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم)"۔

یُوں محسوس ہوتا ہے جیسے مترجم حضورؐ کی بلند وبالا شخصیت کے ذکر ہی سے خفا ہو۔ بعض مقامات پر اُس نے اُن لوگوں کو جو قرآن وحدیث کے باہمی تعلق اور اُن کے ایک دوسرے کے ساتھ مرّبوط ومنسلک ہونے پر یقین رکھتے ہیں۔ "شیطان کے پیروکار" کہا ہے۔ مختصر یہ کہ احادیث کے خلاف الزام تراشی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا گیا۔ ملاحظہ ہوں صفحات :

۱، ۱۳، ۷۰، ۷۲، ۷۶، ۷۸، ۸۲، ۸۹، ۱۰۰، ۱۱۷، ۱۴۱، ۱۸۷، ۲۴۸، ۳۲۵، ۳۴۷، ۳۵۶، ۴۹۹

۵۰۱، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۱۰، ۵۱۱ وغیرہ۔

کسی مسلمان کے قلم سے جس کی مادری زبان عربی ہو" قرآنِ مجید کے اس نام نہاد" اوّلین انگریزی ترجمے کے محولہ بالا صفحات سے یہ حقیقت واضح ہو جائے گی کہ مترجم کا مقصد اس غلط خیال کو ثابت کرنے کے سوا کچھ نہیں کہ اسلامی قانون کا مآخذ صرف قرآن مجید ہے، اور حدیث رسول اللہؐ قابل ردّ ہے۔

مسٹر رشاد خلیفہ جو بقول خویش ایک "عرب مسلمان محقق" ہیں۔ اپنے اس نظریے کو تکرار دہراتے رہتے ہیں کہ " قرآن، پورا قرآن اور قرآن کے سوا کچھ نہیں" چنانچہ اپنے ترجمہ کے صفحہ ۸۲ پر وہ لکھتے ہیں:

"جس چیز کا ذکر قرآن میں صراحت کے ساتھ نہیں کیا گیا۔ وہ ہماری مرضی پر چھوڑ دی گئی ہے۔ مثال کے طور پر قرآن نے سونے کا کوئی خاص طریقہ مقرر نہیں کیا۔ لہٰذا ہم جیسے چاہیں سو سکتے ہیں۔ دائیں کروٹ پر یا بائیں کروٹ پر، چت لیٹ کر یا اوندھے منہ لیٹ کر۔ اسی طرح ہم اپنے دائیں ہاتھ سے بھی کھا سکتے ہیں اور بائیں ہاتھ سے بھی، چھری کانٹے کے ساتھ بھی اور اُن کے بغیر بھی۔ لیکن بُت پرستوں نے رہنے سہنے کا ایک انتہائی نامعقول نظام رائج کر لیا ہے۔ اور اُس کا نام "سنّت" رکھ چھوڑا ہے"۔

اِن کلمات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مترجم کے دِل میں حضورؐ کی ذاتِ بابرکات کے خلاف نفرت اور دشمنی کا ایک الاؤ ہے جو دہک رہا ہے۔ مناسب ہو گا کہ مترجم کی اس تنقید کے جواب میں خود ارشادِ نبویؐ پیش کریں :

"عن ابی ذر قال مربی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وانا مضطجع علی بطنی فرکضنی برجلہ وقال یاجندب انما ھذہ ضجعۃ اھل النار" (ابن ماجہ)	"حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس سے گزرے جب کہ میں پیٹ کے بل لیٹا ہوا تھا۔ آپؐ نے اپنے پاؤں سے مجھے ہلایا اور فرمایا اے جندب

(یہ حضرت ابوذر کا نام ہے) ایسے تو اہل دوزخ سوتے ہیں"

"عن ابن عمر رضی اللہ عنھما ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا اکل احدکم فلیأکل بیمینہ واذا شرب فلیشرب بیمینہ فان الشیطن یاکل بشمالہ ویشرب بشمالہ" (مسلم شریف۔ باب الاکل بالیمین)	"ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی شخص تم سے کھائے تو اُسے چاہیے کہ دائیں ہاتھ سے کھائے اور جب پیئے تو چاہئے کہ دائیں ہاتھ سے پیئے کیونکہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا ہے۔ اور بائیں ہاتھ ہی سے پیتا ہے"
"عن ابی ھریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال لیأکل احدکم بیمینہ ویشرب بیمینہ والیاخذ بیمینہ والیعط بیمینہ فان الشیطن یاکل بشمالہ ویشرب بشمالہ ویعطی بشمالہ ویاخذ بشمالہ" (ابن ماجہ)	"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے ہر ایک داہنے ہاتھ سے کھائے، پانی پیے اور داہنے ہاتھ سے لے اور داہنے ہاتھ سے دے کیونکہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا ہے اور بائیں ہاتھ سے پیتا ہے، اور بائیں ہاتھ سے دیتا ہے اور بائیں ہاتھ سے لیتا ہے"

بعض حلقوں کی جانب سے یہ الزام لگایا جارہا ہے (اگرچہ ہمارے پاس اس کی شہادت موجود نہیں) کہ اس ترجمے کی اشاعت کے لیے سرمایہ ایک ترقی پسند عرب ملک نے فراہم کیا ہے کیونکہ اس میں حدیث کے متعلق جن خیالات کا اظہار کیا گیا ہے وہ اس ملک کی سب سے اہم شخصیت کے نقطۂ نظر سے ہم آہنگ ہیں۔ بہرحال اس سلسلے میں امداد جس شخص نے بھی دی ہے اور جس صورت میں بھی دی ہے

وہ پوری امت کی جانب سے بھرپور مذمت اور ملامت کا مستحق ہے کیونکہ اس کے ذریعہ اس نے مسلمانوں کے اندر اُن کے بنیادی عقائد واصول کے بارے میں انتشار و پراگندگی اور تفرقہ بازی پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ مترجم دلیل دیتا ہے کہ:

"اس وقت مسلمانوں میں جو مختلف فرقے موجود ہیں اُس کی واحد وجہ یہ ہے کہ انھوں نے قرآنِ مجید کو چھوڑ کر اپنے رہنماؤں کی انسانی آرار کو اپنا لیا ہے۔ اور یہ رہنما اب درحقیقت بتوں کی حیثیت حاصل کر چکے ہیں"

مترجم صاحب مزید لکھتے ہیں کہ:

"اس افسوسناک فرقہ بندی میں ایک چیز کا سب سے زیادہ حصہ ہے وہ "حدیث" اور "سنت" کی اختراع ہے۔ (دیکھئے صفحہ ۱۰۱) محمدؐ کے چند صدی بعد اسلام کے "محققین" نے "حدیث" (زبانی) اور "سنت" (روایات) گھڑ لیں تاکہ وہ قرآن کی جگہ لے لیں"

(صفحہ ۴۹۹)

رشاد خلیفہ معراجِ نبویؐ کو نہیں مانتے اور اس کا مذاق اڑاتے ہیں۔ اُن کی دیدہ دلیری کی انتہا یہ ہے کہ وہ لکھتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ کی جانب سے رہنمائی اور پیغمبری کے حصول سے پہلے محمدؐ اپنے قبل از اسلام معاشرے کی دیگر افراد کی طرح بتوں کی پوجا کرتے تھے" (صفحہ ۸۹)

مترجم صاحب بڑی بے باکی اور گستاخی سے لکھتے ہیں:

"محمدؐ نے بہت سی غلطیاں بھی کیں" (صفحہ ۵۰۲)

اور یہ کہ:

"شیطان (یعنی ابلیس) فرشتوں میں سب سے بڑا تھا" (صفحہ ۵۱۰)

مترجم صاحب اپنے نام نہاد "مستند انگریزی متن قرآن" میں قدم قدم پر ایک کے بعد دوسرے ثابت شدہ اصول کو توڑتے اور دین کی ایک کے بعد دوسری مسلمہ بنیاد کو ڈھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ چنانچہ انھوں نے صرف احادیث ہی کو اپنی تخریب کارانہ تنقید کا نشانہ نہیں بنایا۔ بلکہ وہ اس سے آگے بڑھ کر لکھتے ہیں:

"جو عام اختراعات کی گئیں اُن میں ایک اختراع اللہ تعالیٰ کے "نام نہاد ۹۹ نام" ہیں۔ جن میں سے بہت سوں کا ذکر قرآن میں نہیں۔ اور وہ لوگ جنھوں نے محمدؐ کی مرضی کے خلاف

انھیں ایک بت بنالیا ہے وہ بھلا کیسے پیچھے رہتے، انھوں نے محمدؐ کے ۲۰۱ نام گھڑ لیے۔ جو بڑی فرمانبرداری کے ساتھ مدینے میں مسجد نبویؐ کی دیواروں پر کندہ کروائے گئے ہیں۔ ان ناموں میں کچھ ایسے نام بھی شامل ہیں جو بلا شرکتِ غیرے اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہیں، جیسے "المھیمن" (سب سے بڑا) اور "الشافی" (شفا دینے والا)۔"

(صفحہ ۱۱۷)

ہم مسٹر خلیفہ کو یہ یاد دلانا چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور اُن کی صفات کا صحیح علم ہمیں اللہ تعالیٰ کے آخری رسول (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) ہی کے ذریعے سے حاصل ہوا ہے۔ انھوں نے ہمیں سکھایا کہ اللہ ہی صرف ایک الٰہ ہے: "انما اللہ الٰہ واحد" (النسآء : ۱۷۱) جس کے ۹۹ صفاتی نام ہیں۔ واحد آسمانی الٰہ کا اسم ذاتِ اللہ ہے جو اللہ کے تمام صفاتی ناموں سے ممتاز ہے۔ جنھیں "اسمائے حسنیٰ" کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ ہمیں اس کے جلال، جمال اور کمال سے آگاہ کرتے ہیں۔

قرآنِ مجید نے جس عمدہ ترتیب سے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے صفاتی نام ذکر فرمائے ہیں۔ وہ انتہائی سائنٹفک ہے۔ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کا اسمِ اعظم یعنی اللہ بیان ہوا جو قرآن مجید کی اوّلین سورت یعنی الفاتحہ میں آیا ہے۔ اس کے بعد "رب" کا ذکر کیا گیا۔ جو اللہ تعالیٰ کے صفاتی ناموں میں سب سے اہم نام ہے۔ یہاں لفظ "ربّ" استعمال کیا گیا۔ یعنی پالنے والا، نہ کہ "ابّ" یا "باپ" جو ایک محدود معنی کا حامل لفظ ہے۔ دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ کی نہ کوئی بیوی ہے نہ بیٹا۔ رب کے بعد اہمیت کے اعتبار سے بلند ترین اسماء رحمان، رحیم اور مالک ہیں۔ جو سورت فاتحہ ہی میں رب کے بعد آئے ہیں۔ یہ تین نام درحقیقت یہ بتاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی صفت ربوبیّت یعنی تغذیہ کے ذریعے پرورش کا عمل کس طرح بروئے کار آتا ہے۔

مسٹر خلیفہ عالمِ دین نہیں۔ لہٰذا وہ اس کے اہل نہ تھے کہ قرآنِ مجید کے معانی کا ترجمہ کرتے۔ انھوں نے پی۔ ایچ۔ ڈی کیمسٹری میں کیا ہے نہ کہ شریعت میں۔

اپنی کتاب کے صفحہ ۱۵ پر وہ بڑے توہین آمیز انداز میں لکھتے ہیں:

ـــــــــــــــــــــــــــــ

۵؎ مترجم صاحب نے انگریزی میں "المھیمن" کا ترجمہ (SUPREME BEING) کیا ہے، جو صحیح نہیں۔ اس لفظ کا درست ترجمہ "غلبے اور قوت کے ساتھ حفاظت اور نگہبانی کرنے والا" ہے۔

"جہالت، غلط فہمی اور حدیث کی اختراع کے باعث بہت سے مسلمان اس غلط خیال میں مبتلا ہیں، کہ اسلام ایک وقت میں صرف چار بیویاں تک رکھنے کی اجازت دیتا ہے حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ قرآن صرف ایک بیوی رکھنے کی سفارش کرتے ہوئے تعدادِ ازواج پر قطعاً کوئی پابندی عائد نہیں کرتا (۴: ۱۲۹، ۳) کیسی ستم ظریفی ہے کہ وہ لوگ جو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ اسلام، خصوصاً حدیث کی رُو سے بیویوں کی تعداد چار تک محدود ہے، وہ غالباً اس حقیقت کو بھول جاتے ہیں کہ جب رسول اللہ کی وفات ہوئی تو آپؐ نے نو بیویاں چھوڑیں۔" (صفحہ ۵۱)

یہ بات بالکل سچ ہے اور کوئی شخص اس حقیقت کا انکار نہیں کر سکتا کہ اللہ تعالیٰ نے تعددِ ازواج کی اجازت دی ہے۔ اگر ہم اس کو ممنوع ٹھہرائیں تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ہم اپنے آپ کو اس چیز سے محروم کریں جس کی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہمیں اجازت دی ہے۔ اسلام میں کسی چیز کو حلال یا حرام قرار دینے کا فیصلہ انسان کی صوابدید پر نہیں چھوڑا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے انسانی زندگی کو منظم و مرتب کرنے کے لیے تمام ضروری قوانین خود تیار کیے اور اپنے جملہ احکام واضح لفظوں میں اپنے بندوں تک پہنچائے۔ قرآن مجید میں ہے:

"وان خفتم الا تقسطوا فی الیتمٰی فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنٰی وثلٰث ورباع فان خفتم الا تعدلوا فواحدۃ او ما ملکت ایمانکم ذٰلک ادنٰی الا تعولوا۔"

(النسآء: ۳)

"اور اگر ڈرو کہ انصاف نہ کر سکو گے یتیم لڑکیوں کے حق میں تو نکاح کر لو جو اور عورتیں تم کو خوش آئیں۔ دو دو، تین تین، چار چار۔ اور اگر ڈرو کہ ان میں انصاف نہ کر سکو گے تو ایک ہی نکاح کرو، یا لونڈی جو اپنا مال ہے اس میں امید ہے کہ ایک طرف نہ جھک پڑو گے۔"

اسلام نے مسلمانوں کو ایک وقت میں صرف چار بیویاں رکھنے کی اجازت دے کر عرب معاشرے کے اس رواج پر پابندی عائد کی ہے جو بعثتِ نبویؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے وقت عربوں میں رائج تھا جس کی رُو سے ہر شخص جتنی چاہتا بیویاں رکھتا اور جب چاہتا انھیں طلاق دیتا۔ اسلامی معاشرے میں لوگوں کو چار چار بیویاں رکھنے کی جو اجازت دی گئی ہے۔ اس سے ان تمام غیر صحتمندانہ سرگرمیوں اور بدکاریوں کا خاتمہ ہو گیا ہے جو ایسے معاشروں کی خصوصیت ہیں جن میں یک زوجگی نظام رائج ہو۔

علاوہ ازیں اسلام نے ہر اُس شخص کے لیے، جو ایک سے زیادہ بیویاں رکھے لازم قرار دیا کہ وہ تمام بیویوں کے ساتھ یکساں سلوک کرے۔ اُن کے ساتھ برتاؤ کرنے میں انصاف اور مساوات کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑے اور جو شخص ایسا نہیں کر سکتا اُسے صرف ایک بیوی پر قناعت کرنی چاہیے۔

جہاں تک اس حقیقت کا تعلق ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے وقت ازواجِ مطہرات کی تعداد نو تھی تو اس کی وجہ یہ ہے کہ حضورؐ قرآن مجید کی اس آیت کے نزول سے پہلے ہی متعدد شادیاں کر چکے تھے۔ جس کی رُو سے بیویوں کی تعداد چار تک محدود کی گئی ہے۔ اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ مخصوص حالات کی بنا پر آنحضرتؐ کی ازواجِ مطہراتؓ کا معاملہ دیگر مسلمان خواتین سے مختلف تھا۔ حضورؐ کی زوجیت میں آجانے کے بعد ازواجِ مطہرات کو اُمہات المؤمنین کا درجہ حاصل ہو چکا تھا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ وَاَزْوَاجُہٗٓ اُمَّہٰتُہُمْ۔	"نبی سے ایمان والوں کو اپنی جان سے بڑھ کر لگاؤ ہے اور اُس کی عورتیں اُن کی مائیں ہیں۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مسلمانوں کا یہ روحانی تعلق حضورؐ کو اس امر کا مستحق بناتا ہے کہ مسلمان دنیا کے ہر انسان سے زیادہ آپؐ سے محبت کریں اور آپؐ کا احترام کریں۔ خواہ وہ انسان ہمارا انتہائی قریبی رشتہ دار یا دوست ہی کیوں نہ ہو۔

لہٰذا اب اُن میں سے کسی کو بھی طلاق نہ دی جا سکتی تھی۔ کیونکہ اُمّت کی مائیں ہونے کی وجہ سے وہ کسی اور سے شادی نہ کر سکتی تھیں۔ چنانچہ اس معاملے میں خود اللہ رب العزت کی جانب سے آنحضورؐ کو خصوصی طور پر مستثنیٰ فرمایا گیا اور رعایت دی گئی۔ ملاحظہ فرمائیے آیتِ ذیل:

یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَکَ اَزْوَاجَکَ الّٰتِیْٓ اٰتَیْتَ اُجُوْرَھُنَّ۔	"اے نبیؐ ہم نے آپؐ کے لیے آپؐ کی عورتیں حلال رکھی ہیں جن کے مہر آپؐ ادا کر چکے ہیں۔"

علاوہ ازیں ہمیں یہ نہ بھولنا چاہیے کہ یہ شادیاں انسانی ہمدردی اور تالیفِ قلب کے لیے کی گئی تھیں۔ نیز اُن کا ایک مقصد تبلیغی بھی تھا۔ یعنی اُمہات المؤمنین کے ذریعے اسلام قبول کرنے والی خواتین کی تعلیم و تربیت، جس کے لیے اس سے بہتر کوئی اور انتظام ممکن نہ تھا۔

رشاد خلیفہ کے بدنامِ زمانہ "کارنامے" سے اُن کچھ چند اور کلماتِ کفر کا نمونہ ملاحظہ فرمائیے۔ لکھتے ہیں:

"شادی شدہ زانیہ عورت کی سزا موت نہیں ہو سکتی، جیسا کہ "حدیث" یا "سنت" کے مخترعین کا دعویٰ ہے۔" (صفحہ ۹۴)

"اس سلسلے کی ایک مشہور حالیہ مثال ۱۹۷۸ء میں ایک سعودی شہزادی کو سزائے موت دینا ہے جس پر زنا کا الزام لگایا گیا تھا۔ خدا کے قانون کی رُو سے، جیسا کہ سورۂ نور کی آیت ۲/۱ اور ۳/۲ میں واضح طور پر کہا گیا ہے (ارتکابِ زنا کی سزا) تازیانہ زنی ہے۔ جب کہ "بت پرستوں" کا قانون زنا کاروں کے لیے موت کی سزا تجویز کرتا ہے۔"

(صفحہ ۹۷)

سؤر جیسے گندے اور بے شرم جانور کے متعلق خلیفہ صاحب لکھتے ہیں کہ:

"سؤر کا صرف گوشت ایسی چیز ہے جسے ممنوع ٹھہرایا گیا ہے نہ کہ چربی اور جسم کے دیگر اجزاء۔" (صفحہ ۹۸)

"محمدؐ کے ذریعے جو واحد معجزہ یعنی قرآن مجید ظاہر ہوا وہ اس وقت تک پردہ خفا سے باہر نہیں آیا۔ جب تک یہ ترجمہ تیار نہیں ہو گیا۔" (صفحہ ۱۹۲)

آیت ۸۸ (سورہ ۱۷) میں قرآن کے معجزاتی عددی خفیہ اشارے کا براہِ راست حوالہ دیا گیا ہے جیسے:

"پردہ خفا سے باہر لانے کی سعادت بلا شرکتِ غیرے اس ترجمے کے حصے میں آئی ہے قرآن جیسی اعلیٰ درجے کی تخلیقات تو بہت سے اہلِ قلم نے پیش کیں لیکن دنیا کی کوئی طاقت قرآن کے اس پیچیدہ عددی خفیہ اشارے کا ثانی پیش کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکتی۔" (صفحہ ۱۹۴)

"رسولؐ کا واحد مشن قرآن کا پہنچا دینا تھا۔ پورے قرآن کا، اور صرف قرآن کا۔ نہ کہ کسی اور چیز کا۔" (صفحہ ۳۱)

مسٹر خلیفہ نہ صرف یہ کہ حدیث کا انکار کرتے ہیں بلکہ وہ قرآن مجید کے اعجاز پر بھی یقین نہیں رکھتے اُن کی کوشش ہے کہ جس طرح ممکن ہو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارفع و اعلیٰ مقام گھٹا کر آپ کو صرف ایک ڈاکیے کے درجے پر لے آیا جائے جس کا کام اس کے سوا کچھ نہیں ہوتا کہ لوگوں کے خطوط

اُن کے گھروں تک پہنچا آئے۔ کسی مسلمان کے لیے اس سے زیادہ تکلیف دہ اور افسوسناک بات کوئی نہیں ہو سکتی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مقام و مرتبہ اور انسانیت کی تعمیر نو میں آپؐ کا بنیادی کردار کم ظاہر کرنے کے لیے ایسی فتنہ پردازانہ کوششیں بروئے کار لائی جائیں۔ خود اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

"یایھا النبی انا ارسلنٰک شاھدا ومبشرا ونذیرا وداعیا الی اللہ باذنہٖ وسراجا منیرا وبشر المؤمنین بان لھم من اللہ فضلا کبیرا۔"	"اے نبیؐ، ہم نے آپؐ کو بتانے والا، خوشخبری سنانے والا، ڈرانے والا اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلانے والا بنا کر مبعوث فرمایا ہے اور چمکتا ہوا چراغ۔ اور خوشخبری سنا دیجئے ایمان والوں کو کہ ان کے لیے اللہ کی طرف سے بڑی بزرگی ہے۔"

اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اسلام کی عمارت دو بنیادوں پر قائم ہے۔۔۔ یعنی قرآن مجید اور حدیثِ رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) چنانچہ اگر حدیث کو نکال دیا جائے تو اسلام کی پوری عمارت زمین پر آ رہے گی۔ لہٰذا ہر مسلمان سے اسلام کا یہ تقاضا ہے کہ وہ اپنی زندگی کے تمام معاملات میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے اسوۂ حسنہ کو اپنائے اور آپؐ کی سنتِ مطہرہ کے مطابق زندگی بسر کرے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ۔" (الفتح: ۱۰)	"تحقیق جو لوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں۔ وہ اللہ سے بیعت کرتے ہیں۔"
"من یطع الرسول فقد اطاع اللہ" (النساء: ۸۰)	"جس نے رسولؐ کا حکم مانا اس نے اللہ کا حکم مانا۔"
قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔" (آل عمران: ۳۱)	"کہہ دیجئے، اگر تم محبت رکھتے ہو، اللہ کی تو میری راہ چلو۔ تاکہ اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے۔"

(کیونکہ پیغمبر اس لیے بھیجے جاتے ہیں کہ ان کی پیروی کی جائے)

سورۂ احزاب آیت نمبر ۳۶ میں کہا گیا ہے کہ:

"وما کان لمؤمن ولا مؤمنة اذا قضی اللہ ورسولہ امرًا ان یکون لهم الخیرة من امرهم ومن یعص اللہ ورسوله فقد ضل ضلالًا مبینًا"	"اور کسی ایمان دار مرد کا اور نہ ایماندار عورت کا یہ کام نہیں کہ جب مقرر کر دے اللہ اور اس کا رسول کوئی کام تو اُن کو اپنے کام میں کچھ اختیار باقی رہے اور جس نے اللہ کی اور اس کے رسولؐ کی نافرمانی کی، سو وہ دور کی گمراہی میں جا پڑا"

اسی سورۃ کی اکیسویں آیت میں ارشاد ہے:

"لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوة حسنة" (احزاب: ۲۱)	"تمہارے لیے رسول اللہ کی ذات میں ایک بہترین نمونہ عمل ہے"

ایک دوسرے مقام پر کہا گیا ہے کہ:

"وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاءوك فاستغفروا اللہ واستغفر لهم الرسول لوجدوا اللہ توابًا رحیمًا ٥ فلا وربك لا یؤمنون حتی یحکموك فیما شجر بینهم ثم لا یجدوا فی انفسهم حرجًا مما قضیت ویسلموا تسلیمًا" (النساء: ۶۴-۶۵)	"اور ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اسی واسطے کہ اس کا حکم مانیں اللہ کے فرمانے سے اور اگر وہ لوگ جس وقت انھوں نے اپنا بُرا کیا تھا، تیرے پاس آتے پھر اللہ سے معافی چاہتے اور رسولؐ بھی اُن کو بخشواتا تو البتہ اللہ کو معاف کرنیوالا مہربان پاتے۔ سو قسم ہے تیرے رب کی وہ مومن نہ ہوں گے یہاں تک کہ تجھ کو ہی منصف جانیں اس جھگڑے میں جو

اُن میں اُٹھے، پھر اپنے جی میں تیرے فیصلے سے کچھ تنگی نہ پائیں اور خوشی سے قبول کریں۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ہمیں کتنی محبت ہونی چاہیے؟ قرآنِ کریم اس سلسلے میں بڑی وضاحت سے فرماتا ہے کہ:

قل ان کان آباؤکم وابناؤکم واخوانکم وازواجکم وعشیرتکم واموال	"آپؐ کہہ دیجئے اگر تمہارے باپ اور بیٹے اور بھائی اور عورتیں اور برادری

نِ اقترفتموها وتجارة تخشون	اور مال جو تم نے کمائے ہیں اور سوداگری
کسادها ومساکن ترضونها احب الیکم	جس کے بند ہونے سے تم ڈرتے ہو اور
من الله ورسوله وجهاد فی سبیله	حویلیاں جن کو پسند کرتے ہو تم کو زیادہ
فتربصوا حتی یأتی الله بامره والله	پیاری ہیں اللہ سے اور اُس کے رسول
لا یهدی القوم الفاسقین ہ	سے اور اس کی راہ میں لڑنے سے تو انتظار
	کرو، یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم بھیجے اور
(التوبۃ : ۲۴)	اللہ رستہ نہیں دیتا نافرمان لوگوں کو۔"

مندرجہ ذیل احادیث میں بھی اسی امر پر زور دیا گیا ہے کہ اللہ اور اُس کے رسولؐ کی محبت ایمان کا اوّلین اور بنیادی تقاضا ہے :

(۱) "عن انس قال قال رسول الله صلی	"حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ
الله علیه وسلم لا یؤمن احدکم	سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ
حتی اکون احب الیه من والده	علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں مومن ہوتا کوئی
وولده والناس اجمعین"	تم میں سے یہاں تک کہ میں اُس کے لیے
(متفق علیہ)	اس کے باپ، اولاد اور تمام آدمیوں
	سے بڑھ کر پیارا نہ ہوں۔"
(۲) وعنه قال قال رسول الله صلی الله	اُنہی سے روایت ہے کہا کہ فرمایا رسول اللہ
علیه وسلم ثلاث من کن فیه وجد	صلی اللہ علیہ وسلم نے: تین چیزیں جس میں
بهن حلاوة الایمان من کان الله	پائی جائیں، انسان اُن کی وجہ سے ایمان
ورسوله احب الیه مما سواهما و	کا مزہ پا لیتا ہے: (۱) وہ شخص کہ جسے اللہ
من احب عبدا لا یحبه الا لله و	اور اُس کا رسولؐ سب سے زیادہ محبوب ہو۔
من یکره ان یعود فی الکفر بعد	(۲) وہ شخص جو کسی دوسرے شخص سے محض
ان انقذه الله منه کما یکره ان یلقی	اللہ کے لیے محبت کرتا ہے (۳) وہ شخص
فی النار۔	جو کفر میں لوٹنا ناپسند کرتا ہے بعد اُس کے
(متفق علیہ)	کہ اللہ نے اسے کفر سے بچا لیا ہے۔"
(۳) عن العباس بن عبد المطلب قال	"حضرت عباسؓ ابن عبد المطلب سے

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذاق طعم الایمان من رضی باللہ ربًا و بالاسلام دینًا و بمحمد رسولاً۔

(صحیح مسلم)

روایت ہے، فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے : اُس شخص نے ایمان کا مزہ چکھ لیا جو اللہ کے رب ہونے پر، اسلام کے دین ہونے پر اور حضرت محمدؐ کے رسول ہونے پر راضی ہوگیا۔"

چنانچہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو کچھ فرمایا یا کیا، اُسے دُوسرے مسلمانوں تک نہ پہنچانا اور اس کے اتباع کی ترغیب نہ دینا ایک گناہ ہے۔ اس لیے کہ آپؐ کا ہر قول و فعل اللہ تعالیٰ کی جانب سے وحی خفی یا وحی غیر متلو کے مطابق ہوتا تھا اور اس حیثیت سے مسلمانوں کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ حضورؐ کی سنت قولی اور فعلی آپؐ کے پیغمبرانہ فرائضِ منصبی کا ایک جزو لاینفک ہے

قرآنِ مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے :

" وما ینطق عن الھوٰی ان ھو الا وحی یوحیٰ " (النجم: ۳-۴)

یعنی "حضورؐ صرف اس وقت کلام فرماتے ہیں جب اس کی مثبت ضرورت پیش آتی ہے اور ایسا آپؐ اس لیے کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپؐ کو ایسا کرنے کا حکم دیتے ہیں"۔ قرآنِ مجید کی بہت سی آیات میں مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنی زندگی کے تمام معاملات میں حضورؐ کی رہنمائی کو آخری اور قطعی تصور کریں، اس لیے کہ آپؐ کی رہنمائی اللہ تعالیٰ کی جانب سے الہامی ہے۔ اور تمام مسلمانوں کے لیے اُس کی اطاعت اسی طرح واجب ہے جس طرح قرآنی رہنمائی کی۔ اللہ تعالیٰ حکم فرماتے ہیں :

" وما اٰتاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنہ فانتھوا "

اُور جو دے تم کو رسول سو لے لو اور جس سے منع کرے سو چھوڑ دو!

(الحشر : ۷)

لہٰذا اگر ہم سچے مسلمان بننا چاہتے ہیں تو ہمارے لیے ضروری ہے کہ سنتِ نبویؐ کی مکمل پیروی کریں، ہمیں چاہیے کہ اس کی رُوح کو بھی سامنے رکھیں اور الفاظ کو بھی نظر انداز نہ کریں۔

جدید دَور کے مغربی محقق علامہ محمد اسد سنت کی اہمیت و افادیت پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

"قرآنِ مجید کے بعد، اسلام کے اجتماعی اور شخصی قانون کا دُوسرا مآخذ حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنتِ مطہرہ ہے۔ درحقیقت ہمیں سنت کے متعلق یہ

ہے یہ ہے کہ وہ قرآنی تعلیمات و احکام کی واحد صحیح تفسیر ہے۔ اور صرف یہی ایک چیز ہے جس کے ذریعہ ہم معانی و مفاہیم قرآنی کی تشریح و توضیح سے متعلق ممکنہ اختلافات سے بچ سکتے ہیں اور قرآن کے مطابق اپنی عملی زندگی کو استوار کر سکتے ہیں۔ قرآن مجید کی بہت سی آیات تمثیلی اور علامتی معانی کی حامل ہیں، اگر ایسی آیات کی تعبیر و تفسیر کا کوئی متعین طریقہ موجود نہ ہو تو اُن سے مختلف صورتوں میں مختلف مطالب و معانی اخذ کیے جا سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ عملی اہمیت کی بہت سی چیزیں ایسی ہیں جنھیں قرآن مجید میں وضاحت سے بیان نہیں کیا گیا۔ بلاشبہ قرآن کی جو روح ہے وہ پورے قرآن میں یکساں ہے۔ لیکن اس سے عملی زندگی کا کوئی طریقہ اخذ کر لینا جس کے مطابق ہم اپنا طرزِ عمل استوار کر سکیں، ہمیشہ اور ہر صورت میں آسان کام نہیں، اگر ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ قرآن مجید اللہ کا کلام ہے۔ جو اپنی ساخت اور مقصد کے اعتبار سے مکمل ہے تو اُس سے منطقی طور پر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ قرآن مجید کے بارے میں یہ کبھی نہیں چاہا گیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتی رہنمائی کے بغیر، جو سنّت کے پورے نظام کی صورت میں ہمارے سامنے موجود ہے، اس سے استفادہ کیا جا سکے گا۔"

(اسلام دوراہے پر، صفحات ۱۱۷-۱۱۸)

اسی طرح کوالالمپور ملائیشیا یونیورسٹی کے فاضل پروفیسر اسلامیات جناب عبدالمجید مکین کے محققانہ مضمون "پیروی سنت کے بارے میں چند خیالات"

(SOME THOUGHTS ON THE MEANING OF FOLLOWING THE SUNNAH)

کا ایک اقتباس یہاں درج کرنا مناسب ہوگا جو انھوں نے سیرت اور سنت کے موضوع پر تیسری عالمی کانفرنس منعقدہ دوحہ قطر (۲۴ تا ۲۹ نومبر ۱۹۷۹ء) میں پیش کیا۔ وہ بڑے دلنشین انداز میں لکھتے ہیں کہ:

"حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت اسلام کا دوسرا بنیادی ماخذ ہے۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پورے طریقۂ حیات پر مشتمل ہے۔ اس میں آپ کے اقوال و افعال، طرز ہائے عمل اور رویوں سے متعلق تمام تفصیلات واضح طور پر یا مضمر صورت میں شامل ہیں۔ مشہور کتب حدیث جیسے صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ابی داؤد، جامع الترمذی، سنن ابن ماجہ، نسائی اور سنن الدارمی وغیرہ میں حضورؐ کی حیاتِ طیبہ کا ایک ایک پہلو،

آپ کا ایک ایک قول اور فعل اور بحیثیت مجموعی پوری زندگی میں آپ کے طرزِ عمل کی تمام تفصیلات نہایت جامعیت اور وسعت کے ساتھ محفوظ کی گئیں ہیں۔"

یہی وجہ ہے کہ تمام مسلمان قرآنِ مجید کے علاوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مطہرہ کو بھی ہدایت و رہنمائی اور علم و دانش کے ایک اعلیٰ نمونے کی حیثیت سے تسلیم کرتے ہیں۔ قرآنِ مجید کی بہت سی آیات سے یہ حقیقت قطعی طور پر ثابت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی سنت اللہ کی وحی اور رہنمائی کے تابع ہے۔ سورۃ النجم میں ارشاد فرمایا گیا ہے:

"وما ينطق عن الهوىٰ ان هو الا وحى يوحىٰ۔
(النجم: ۳،۴)

"اور نہ وہ اپنی خواہشِ نفسانی سے باتیں بناتے ہیں (اُن کا کلام تو) تمام تر وحی ہی ہے جو اُن پر بھیجی جاتی ہے۔"
(تفسیر ماجدی)

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

"وانزل الله عليك الكتاب والحكمة وعلمك مالم تكن تعلم وكان فضل الله عليك عظيما۔"
(النسآء: ۱۱۳)

"اور اللہ نے آپ پر کتاب اور حکمت اتاری ہے اور آپ کو وہ سکھا دیا ہے جو آپ نہیں جانتے تھے۔ اور آپ پر اللہ کا بڑا ہی فضل ہے۔"
(تفسیر ماجدی)

سورۂ آلِ عمران میں مومنین پر احسان جتاتے ہوتے ارشادِ ربانی ہے:

"لقد منّ الله على المؤمنين اذ بعث فيهم رسولا من انفسهم يتلوا عليهم اٰياته ويزكيهم ويعلمهم الكتاب والحكمة وان كانوا من قبل لفى ضلال مبين۔"
(آلِ عمران: ۱۶۴)

"حقیقت میں اللہ نے (بڑا) احسان مسلمانوں پر کیا جب کہ اُنہی میں سے ایک پیغمبر اُن میں بھیجا جو اُن کو اس کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور انھیں پاک صاف کرتا ہے۔ اور انھیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔ اور بلاشبہ یہ لوگ کھلی ہوئی گمراہی میں مبتلا تھے۔"

قرآنِ مجید کے مفسرین اور بڑے بڑے آئمہ فقہ جیسا کہ حضرت امام شافعیؒ (متوفی ۲۰۴ھ) وغیرہ نے بڑے واضح الفاظ میں لکھا ہے کہ مندرجہ بالا آیات میں حکمت کا جو لفظ استعمال ہوا ہے اس سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت ہے۔ قرآنِ مجید کی بہت سی دیگر آیات میں بھی مسلمانوں کا یہ فریضہ قرار دیا گیا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کریں اور آپؐ کے ہر حکم کے سامنے سر جھکا دیں۔ ملاحظہ فرمائیے آیاتِ ذیل:

"یا ایھا الذین آمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم"	"اے ایمان والو اللہ کی اطاعت کرو اور رسولؐ کی اطاعت کرو اور اپنے میں سے اہلِ اختیار کی۔"
(النسآء: ۵۹)	(تفسیر ماجدی)
"یا ایھا الذین آمنوا اطیعوا اللہ ورسولہ ولا تولوا عنہ وانتم تسمعون"	"اے ایمان والو! اطاعت کرتے رہو اللہ اور اس کے رسولؐ کی اور اس سے روگردانی نہ کرو۔ درآں حالیکہ تم سُن رہے ہو۔"
(الانفال: ۲۰)	(تفسیر ماجدی)
"یا ایھا الذین آمنوا استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم"	"اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسولؐ کو لبیک کہو جب کہ وہ (یعنی رسولؐ) تم کو تمہاری زندگی بخش چیز کی طرف بلائیں۔"
(الانفال: ۲۴)	(تفسیر ماجدی)
"من یطع الرسول فقد اطاع اللہ"	"جس نے رسولؐ کی اطاعت کی اس نے اللہ ہی کی اطاعت کی۔"
(النسآء: ۸۰)	(تفسیر ماجدی)

لہٰذا سنّتِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) الٰہی ہدایت و رہنمائی سے مستنیر حکمت و دانش کا ایک بیش بہا خزانہ ہے اور اس میں انسانی زندگی کے لیے ایک کامل نمونہ پایا جاتا ہے۔ اس وقت جبکہ اسلام دنیا کے گوشے گوشے میں پھیل چکا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیاتِ طیبہ اور اسوۂ کاملہ نے بڑی اہمیت حاصل کر لی ہے۔ عالمی پیمانے پر اسلام کی دعوت و تبلیغ کے نتیجے میں لاکھوں مسلمان روز بروز رسول اللہؐ کی سنّتِ مطہرہ کی جانب متوجہ ہو رہے ہیں۔ اور پوری دُنیا کے

مسلمان خصوصاً نوجوان سنّتِ نبویؐ کی پیروی اور اطاعت کو اپنی زندگی کا شعار بنائے ہیں۔ حضورؐ کی حیاتِ مبارکہ کے ایک ایک نقطے اور آپؐ کے ایک ایک نقشِ پا کی انتہائی احتیاط، لگن اور جوش و جذبہ کے ساتھ اتباع کی جا رہی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ عالمگیر پیمانے پر اسلام کی یہ دعوت اور وسیع تبلیغی سرگرمیاں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، آپؐ کے صحابہ کرامؓ اور اُن کے پیروؤں کی قائم کردہ حوصلہ افزا اور دُور اندیشانہ مثالوں پر مبنی ہیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی سنّتِ مطہرہ اور طریقہ زندگی کی پیروی اور اُس کی اہمیت نیز قدر و منزلت کے بارے میں یہ زندہ احساس اور ولولہ تازہ موجودہ دَور کی بہت سی دعوتی تحریکوں کا سنگِ بنیاد اور تبلیغی سرگرمیوں کا محور بن چکا ہے۔ جو لوگ حضورؐ کا طریقہ زندگی اپناتے ہیں۔ اور آپؐ کی اتباع کے راستے سے ایک قدم باہر نہیں نکالتے اُن کا یہ طرزِ عمل اس لیے ہے کہ قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ کا حکم ہے:

"لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجوا اللہ والیوم الاٰخر وذکر اللہ کثیرًا۔ (الاحزاب: ۲۱)

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ایک عمدہ نمونہ موجود ہے تمہارے لیے۔ یعنی اس کے لیے جو ڈرتا ہو اللہ اور روزِ آخرت سے اور ذکرِ الٰہی کثرت سے کرتا ہو" (تفسیر ماجدی)

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّتِ مبارکہ پر عمل کرنا اور آپؐ کے پورے طریقِ زندگی کی مکمّل اتّباع اب الحمدللہ عام دلچسپی کا موضوع بن گیا ہے۔ اس چیز نے اسلام کی آئندہ بقا اور ترقی کے نقطہ نظر سے بھی بڑی اہمیت حاصل کر لی ہے۔ ایسے سچے مسلمانوں کی تعداد میں — خصوصاً اسلام کی اشاعت اور پھیلاؤ کے اس دَور میں — دن بدن زیادہ سے زیادہ اضافہ ہو رہا ہے جو حضورؐ کے اخلاق و کردار سے متعلق اِن اعلیٰ مثالوں کا علم حاصل کرتے ہیں جو آپؐ نے اپنی ذاتی زندگی میں قائم کیں اور پھر دل و جان سے اس لگن میں رہتے ہیں کہ ان مثالوں کی پوری پوری پیروی کریں۔ حضورؐ کے طرزِ زندگی کی اس عقیدت مندانہ اتباع و اطاعت کا مظاہرہ مسلمانوں کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کے تمام دائروں میں ہو رہا ہے۔ کھانے پینے میں بھی۔ اُٹھنے بیٹھنے اور سونے لیٹنے میں بھی۔ بول چال اور چلنے پھرنے میں بھی۔ کاروباری لین دین۔ معاشرتی روابط اور سیاسی کشمکش میں بھی مسلمانوں کی عملی سرگرمیوں کے یہ اہم مظہر صرف علامتی قدر و قیمت کے حامل

افعال کی حیثیت نہیں رکھتے بلکہ انھیں قوت و تاثیر اس حقیقت سے حاصل ہوتی ہے کہ حضورؐ کی سنت وحی الٰہی اور ہدایت ربانی سے مستنیر ہے۔

علامہ الغزالی کہتے ہیں کہ :

"حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتِ مطہرہ اور طریقۂ زندگی کی مکمل اطاعت و پیروی — اس کے ہر ہر پہلو اور جملہ تفصیلات کے ساتھ جن میں آنحضورؐ کی ایسی عادات بھی شامل ہیں جو آپؐ کی شخصی حیثیت سے تعلق رکھتی ہیں، جیسے کھانے پینے، اُٹھنے بیٹھنے، لیٹنے سونے اور بول چال وغیرہ سے متعلق عادتیں وغیرہ — ہی میں انسان کی ہمہ جہتی فلاح وسعادت اور دنیاوی و اُخروی کامیابی کا راز مضمر ہے۔" وہ اسے سنتِ مطہرہ کی "مکمل اور غیر مشروط اطاعت" یا پابندی قرار دیتے ہیں اور اتباعِ سنت سے متعلق اپنے اس نظریئے کی تائید میں قرآنِ مجید کی درج ذیل دو آیات سے استدلال کرتے ہیں :

"قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ" (آل عمران : ۳۱)

"آپ کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ تم سے محبت کرنے لگے گا"

"وما آتاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنہ فانتھوا" (الحشر : ۷)

"اور رسول جو کچھ تمھیں دے دیا کریں وہ لے لیا کرو، جس سے وہ تمھیں روک دیں رُک جایا کرو"

الغزالی پورے یقین اور اعتمادِ کامل کے ساتھ اس حقیقت کا اظہار کرتے ہیں کہ سنتِ نبوی ایک ایسا طریقۂ حیات ہے جو انسان کی پوری زندگی پر حاوی ہے۔ چنانچہ ہر مسلمان کو کوشش کرنی چاہیے کہ وہ اپنی عملی زندگی میں اس نمونے کی جیتی جاگتی مثالیں قائم کرے۔ سنت کی پیروی کا صرف یہ مطلب نہیں کہ ہم اپنی عبادات کی ادائیگی میں حضورؐ کے طریقۂ عبادت کو اپنا لیں بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم اپنی

---

[۵] امام غزالی کی متعلقہ عبارت کا ترجمہ یہ ہے : "جان لو کہ مکمل سعادت کا انحصار سنت رسول اللہؐ کی پیروی کرنے، آپؐ کے طریقِ زندگی کی نقل اتارنے اور ہر اس چیز کی تقلید کرنے میں ہے جو آپؐ کی جانب سے وقوع میں آئی یا جو کچھ آپؐ نے اپنی زندگی میں کیا، خواہ اس کا تعلق آپؐ کے کھانے پینے کے طریق سے ہو یا اٹھنے بیٹھنے، لیٹنے سونے اور بولنے چالنے کے طرز سے" (کتاب الاربعین فی اصول الدین قاہرہ ۱۳۴۴ھ ص ۸۹)

روزمرہ کی زندگی اور عادات واطوار سے متعلق تمام امور میں حضورؐ کے طریقوں کی نقل کریں۔ اور ہر کام ٹھیک اسی طرح انجام دیں جس طرح وہ کام حضورؐ نے کیا یا ہمیں کرنے کا حکم دیا۔ لہٰذا آدمی کو چاہیے کہ وہ اپنا پائجامہ بیٹھ کر پہنے، پگڑی کھڑے ہو کر باندھے، جوتا پہلے دائیں پاؤں میں پہنے اور کھانا داہنے ہاتھ سے کھائے۔ ہاتھ اور پاؤں کے جب ناخن تراشے تو اس ترتیب سے تراشے جس ترتیب سے حضورؐ تراشتے تھے۔ مختصر یہ کہ ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ ہر دور اور ہر قسم کے حالات میں سنت کی پوری پوری اطاعت کرے۔

مذکورہ بالا حقائق کے پیشِ نظر دنیا بھر کی مسلمان حکومتوں، اداروں اور تبلیغی خدمات انجام دینے والے کارکنوں کا فرض ہے کہ وہ مسٹر خلیفہ کے ترجمہ کا سختی سے نوٹس لیں جو نہ صرف "حدیث و سنت" بلکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف کفریہ کلمات اور معاندانہ آراء و خیالات سے بھرا پڑا ہے۔ اس ترجمے میں ایسے لغو اور مہمل دعاوی بھی کیے گئے ہیں جنھیں عقلِ سلیم تسلیم نہیں کر سکتی مثلاً کہا گیا ہے کہ:

> "قرآن کے معجزانہ خفیہ عددی اشارے اور حدیث و سنت کی بحیثیت شیطانی اختراعات تردید کے درمیان تعلق اس وقت واضح ہو جاتا ہے۔ جب ہم اس حقیقت کا احساس کرتے ہیں کہ قرآن کا بیان (ما فرطنا فی الکتاب من شئ) عربی کے ۱۹ الفاظ پر مشتمل ہے۔ بلاشبہ یہ ایک حقیقت ہے کہ قرآن مجید ہر پہلو اور ہر حیثیت سے مکمل ہے۔"
>
> (صفحہ ۸۸)

لیکن ہمیں یہ نہ بھولنا چاہیے کہ قرآن مجید کے متعلق یہ ارادہ کبھی نہ تھا کہ اس سے استفادہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتی رہنمائی سے مستغنی ہو کر کیا جائے گا جن پر یہ نازل ہوا اور جن کے ذریعے یہ مسلمانوں تک پہنچا۔ خلیفہ صاحب کی سی ذہنیت رکھنے والے لوگ اس امر کا احساس کرنے سے قاصر ہیں کہ "سنت" کے انکار کا مطلب یہ ہوگا کہ ہم قرآن مجید کے اس دعوے کا انکار کر دیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت وقتی اور علاقائی نہیں بلکہ آفاقی ہے۔ آئندہ آنے والے تمام زمانوں کے لیے ہے۔ حضورؐ کے اقوال و افعال زمان و مکان کی قید سے ماوراء اللہ تعالیٰ کی مرضی و منشا کا اظہار ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"قل یایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا الذی لہ ملک السمٰوٰت	"تو کہہ اے لوگو! میں رسول ہوں اللہ کا تم سب کی طرف جس کی حکومت ہے آسمانوں

والارض لا الٰہ الا ھو یحیی ویمیت	اور زمین میں کسی کی بندگی نہیں اُس کے
فآمنوا باللہ ورسولہ النبی الامی	سوا وہی جلاتا ہے اور مارتا ہے سو ایمان
الذی یؤمن باللہ وکلماتہ واتبعوہ	لاؤ اللہ پر اور اس کے سب کلموں پر،
لعلکم تھتدون ؎	اور اس کی پیروی کرو تاکہ تم راہ پاؤ۔"

(الاعراف : ۱۵۸)

اگر ہم اپنے خالق و مالک کی رضا حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم پورے اخلاص اور یک سوئی کے ساتھ حضور نبی کریم خاتم المرسلین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت و پیروی کریں۔ کیونکہ اس کے علاوہ کسی اور ذریعے سے ہم اپنا یہ مقصدِ عزیز حاصل نہیں کر سکتے۔ خود قرآنِ مجید کا حکم ہے:

"قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی	"تو کہہ اگر تم محبت رکھتے ہو اللہ کی تو میری
یحببکم اللہ" (آل عمران : ۳۱)	راہ چلو تاکہ محبت کرے تم سے اللہ تعالیٰ"۔

اخبارات و رسائل میں مسٹر خلیفہ کے گمراہ کن اور فساد انگیز ترجمے پر تنقیدی تبصروں اور رائے زنی کے ذریعے پوری دنیا کی ملتِ اسلامیہ اور اس کی تنظیموں کو باطل پرستوں کی اس ناپاک سازش سے آگاہ کیا جانا چاہیے تاکہ جلد از جلد ایسے عملی اقدامات کیے جا سکیں جن کے ذریعے اسلام کے اندرونی اور بیرونی دشمنوں کی حقیقت کھل کر لوگوں کے سامنے آئے اور وہ انھیں پہچان لیں۔ ملت اسلامیہ کی روز افزوں تبلیغی سرگرمیاں اور اسلام کے بڑھتے ہوئے اثر و نفوذ سے گھبرا کر یہ لوگ اس کوشش میں ہیں کہ احادیث پر بے بنیاد الزامات لگا کر ان کے بارے میں شکوک و شبہات پیدا کئے جائیں تاکہ اسلام کی بنیادیں کمزور ہوں اور مسلمانوں کو راہِ مستقیم سے ہٹایا جا سکے۔ حالانکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبۂ حجۃ الوداع میں ارشاد فرمایا تھا:

"ترکت فیکم ما ان اعتصمتم بہ	"میں اپنے پیچھے دو چیزیں چھوڑے جا
فلن تضلوا ابدًا امرا بینا کتاب	رہا ہوں یعنی اللہ کی کتاب اور اس کے
اللہ وسنۃ نبیہ"	نبی کی سنت، اگر تم انھیں مضبوطی سے
	تھامے رہو گے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے"۔

چنانچہ اب وقت آگیا ہے کہ ہم اپنی پوری قوت اور ایمانی جوش اور جذبے کے ساتھ کتاب و سنت کا دامن تھام لیں اور ان لوگوں کے تمام منصوبوں کو خاک میں ملا دیں جو اس تاک میں

لگے ہوئے ہیں کہ جس طرح ممکن ہو اپنے بے بنیاد افکار و نظریات کے ذریعے ہمیں دھوکہ دے کر اور گمراہ کر کے راہ حق سے منحرف کر دیں۔

اللہ تعالیٰ، رب العزت کی بارگاہ میں دُعاء ہے کہ وہ ہمیں دین کا صحیح فہم، خلوص اور حق کیلئے قربانی دینے کا جذبہ عطا فرمائیں تاکہ ہم اُس کے دین کی حقیقی معنوں میں خدمت کر سکیں ﴿

مدرسۃ البنات کھیالی (گوجرانوالہ)

میں داخلہ جاری ہے — آخری تاریخ پندرہ شوال ہے —!

نصاب } مدرسہ ہذا کا نصاب دو سال پر مشتمل ہے۔ جس میں ترجمہ قرآن مجید مکمل خلاصہ تفاسیر معتبرہ۔ بلوغ المرام مکمل صرف و نحو کی ابتدائی کتابیں۔ ابواب الصرف شرح مائۃ عامل۔ علم النحو مکمل۔ علم الصرف مکمل (مصنفہ مشتاق احمد چرتھالوی)۔ اصطلاحات حدیث (منتخب از شرح نخبہ)۔ قرارت و تجوید (جمال القرآن و خلاصہ مقدمہ جزریہ)۔ تاریخ اسلام۔ (خلاصہ تاریخ مسعود عالم) تا خلافت خلفائے راشدین — شامل ہیں!

شرائط داخلہ } لڑکی روانی اور صحت کے ساتھ قرآن مجید پڑھ سکتی ہو۔ اور کم از کم تعلیم مڈل ہو۔ داخلہ اور فیس کچھ نہیں۔ کھانا۔ رہائش۔ علاج معالجہ مدرسہ کی طرف سے مفت مہیا کیا جاتا ہے۔ کورس مکمل کرنے کی معتبر شخصی ضمانت یا تین سو روپیہ سیکورٹی لازمی ہے ﴿

(کھیالی، گوجرانوالہ کے ساتھ ملحقہ آبادی برلب سڑک ہے)

مہتمم مدرسۃ البنات:-

محمد سلیمان کیلانی۔ کھیالی، متصل شہر گوجرانوالہ!

★